ثبوت ہلال کے طریقے

از

اعلیحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش: الرضا پبلیکیشن ۳۷ میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲ ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

Scanned with OKEN Scanner

۷۸۶
۹۲

شرعاً چاند کا ثبوت کیسے ہوگا؟

اور کیسے نہ ہوگا؟

ثبوت ہلال کے طریقے

نام تاریخی

طرقُ اثباتِ الہلال ۱۳۱۰

تصنیف

اعلیحضرت امام اہلِ سنت مجدد دین وملت

مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بفیض حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی
۵۲، رڈونٹا ڈاسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹
فیکس: ۶۶۶۵۹۲۳۶ فون: ۶۶۳۴۲۱۵۶_۰۲۲

نام کتاب: _____ طرق اثبات الہلال

مصنف _____ اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سن اشاعت _____ ۱۴۱۸ھ سنہ ۱۹۹۸ء

طباعت _____ رضا آفسٹ بمبئی ۳

سلسلۂ اشاعت _____ ۱۷۸

باسمہٖ وحمدہٗ تعالیٰ وتقدس

شریعت نے چاند کے ثبوت کے لیے کچھ اصول وضوابط مقرر کئے ہیں۔ یہ کتاب ان ہی کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔ شرعی ضوابط کی پابندی کے ساتھ اگر عید و رمضان اور دیگر اسلامی تقریبات عمل میں لائی گئیں جب ہی وہ بجا و درست ہونگی ورنہ ناروا و نامقبول ثابت ہوں گی۔ واقع میں چاند نہ ہوا اور کچھ بے باکوں نے ایسے صاحب کو تلاش کر لیا جو اعلانِ عید میں پیش قدمی کا سہرا اپنے سر باندھنے کے شوق میں ہر کس وناکس کی گواہی ماننے کے لیے پہلے ہی سے تیار بیٹھے ہیں۔ انکے حضور پہونچے، مراد برآئی، دھوم سے عید منائی۔ ایسی عید کا ناجائز وحرام ہونا تو ہر شخص پر واضح ہے لیکن اگر واقع میں چاند ہو چکا تھا اور شرعی اصولوں کے مطابق ثبوت حاصل نہ کیا، محض ریڈیو یا ٹیلیفون سے خبر لے لی اور عید کر ڈالی تو یہ عید بھی ناجائز وحرام ہی ہوئی۔ اور اگر خدا ترس بندوں نے شرعی ثبوت نہ ہونے کے باعث اس دن روزہ رکھا تو یہ بالکل بجا و درست ہوا۔ عید ہو یا روزہ اگر حکم شرع کی پابندی کے ساتھ ہے تو مقبول ہے ورنہ مردود۔ مسلمان اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لیں اور نفس و شیطان کے فریب سے بچیں۔

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ عموماً جلد اعلان کے لیے ساری سرگرمی اور تگ و دو صرف عید میں نظر آتی ہے۔ اگر رمضان کا چاند نظر نہ آیا تو بالکل سناٹا رہتا ہے۔ اسی سے واضح ہے کہ عید میں جو تیزی ہوتی ہے اسمیں نفس وشیطان کی پیروی کا دخل زیادہ ہے۔

اس ماحول میں مسلمانوں کی آگاہی اور عمل کے لیے اس کتاب کی اشاعت بہت مناسب ہے۔ اس پر درجۂ ثالثہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے طلبہ لائق تحسین اور قابل مبارکباد ہیں۔ رب کریم انھیں خیر وسعادت میں ترقیوں سے نوازے۔

محمد احمد مصباحی۔ استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور ۲۴/۵/۱۴۱۵ھ

مسئلہ

از بڑودہ گجرات باڑہ نواب صاحب مرسلہ نواب سید معین الدین
حسن خاں بہادر ۲۵ رمحرم الحرام سنہ ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رویت ہلال شریعت میں کس طرح ثابت ہوتی ہے؟ بحوالہ کتب مع ترجمہ اردو جواب عطا ہو۔

بینوا توجروا

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا:۔ والصلوۃ والسلام علی من صار الدین بطلوع ھلالہ بدرا منیرا:۔ وعلیٰ آلہ و صحبہ الکاملین نورا:۔ والمکملین تنویرا:۔

ثبوت رویت ہلال کے لیے شرع میں سات طریقے ہیں۔

طریق اوّل

خود شہادت رویت یعنی چاند دیکھنے والے کی گواہی

ہلال رمضان مبارک کے لئے ایک ہی مسلمان عاقل بالغ غیر فاسق کا مجرد بیان کافی ہے کہ میں نے اس رمضان شریف کا ہلال فلاں دن

کی شام کو دیکھا۔ اگرچہ کنیز ہو۔ اگرچہ مستور الحال ہو جسکی عدالت باطنی معلوم نہیں ظاہر حال پابند شرع ہے۔ اگرچہ اس کا یہ بیان مجلس قضا میں نہ ہو۔ اگرچہ گواہی دیتا ہوں نہ کہے۔ نہ دیکھنے کی کیفیت بیان کرے کہ کہاں سے دیکھا کدھر کو تھا کتنا اونچا تھا، وغیر ذلک۔ یہ اُس صورت میں ہے کہ ۲۹ شعبان کو مطلع صاف نہ ہو چاند کی جگہ ابر یا غبار ہو ــــ اور بحال صفائی مطلع اگر ویسا ایک شخص جنگل سے آیا یا بلند مکان پر تھا تو بھی ایک ہی کا بیان کافی ہو جائے گا ــــ ورنہ دیکھیں گے کہ وہاں کے مسلمان چاند دیکھنے میں کوشش رکھتے ہیں بکثرت لوگ متوجہ ہوتے ہیں، یا کاہل ہیں دیکھنے کی پرواہ نہیں۔ بے پرواہی کی صورت میں کم سے کم دو درکار ہوں گے اگرچہ مستور الحال ہوں ــــ ورنہ ایک جماعت عظیم چاہیے کہ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرے جس کے بیان سے خوب غلبۂ ظن حاصل ہو جائے کہ ضرور چاند ہوا اگرچہ غلام یا کھلے فُساق ہوں ــــ اور اگر کثرت حد تواتر کو پہنچ جائے کہ عقل اتنے شخصوں کا غلط خبر پر اتفاق محال جانے تو ایسی خبر مسلم و کافر سب کی مقبول ہے۔

باقی گیارہ ہلالوں کے واسطے مطلقاً ہر حال میں ضرور ہے کہ دو مرد عادل، یا ایک مرد دو عورتیں عادل، آزاد، جن کا ظاہری و باطنی حال تحقیق ہو کہ پابند شرع ہیں، قاضی شرع کے حضور بلفظ اشہد گواہی دیں یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اس مہینے کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا ــــ اور جہاں قاضی شرع نہ ہو تو مفتی اسلام اس کا قائم مقام ہے جبکہ تمام اہل شہر سے علم فقہ میں زائد ہو، اس کے حضور گواہی دیں ــــ اور اگر کہیں قاضی و مفتی کوئی نہ ہو تو مجوزی کو، اور مسلمانوں کے سامنے ایسے عادل دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کا بیان بے لفظ اشہد بھی کافی سمجھا جائے گا۔

ان گیارہ ہلالوں میں ہمیشہ یہی حکم ہے ــــ مگر عیدین میں اگر مطلع

صاف ہو اور مسلمان رویت ہلال میں کاہلی نہ کرتے ہوں اور وہ دو گواہ جنگل یا بلندی سے نہ آئے ہوں تو اس صورت میں وہی جماعت عظیم درکار ہے۔ اسی طرح جہاں اور کسی چاند مثلاً ہلال محرم کا عام مسلمان پورا اہتمام کرتے ہوں تو بحالت صفائی مطلع جب کہ شاہدین جنگل یا بلندی سے نہ آئیں ظاہراً جماعت عظیم ہی چاہیے کہ جس وجہ سے اس کا ایجاب رمضان و عیدین میں کیا گیا تھا۔ یہاں بھی حاصل ہے۔

درمختار میں ہے۔

قُبل بلا دعوی و بلا لفظ اشہد وحکم ومجلس قضاء للصوم مع علۃ کغیم وغبار خبر عدل او مستور لا فاسق اتفاقا ولو قنا او انثی بین کیفیۃ الروایۃ اولا علی المذہب، وشرط للفطر مع العلۃ والعدالۃ نصاب الشہادۃ ولفظ اشہد ولو کانوا ببلدۃ لا حاکم فیہا صاموا بقول ثقۃ وافطروا باخبار عدلین مع العلۃ للضرورۃ، وقُبل بلا علۃ جمعٌ عظیم یقع غلبۃ الظن بخبرہم، ـــ وعن الامام یکتفی بشاہدین ـــ واختارہ فی البحر ـــ وصحح فی الاقضیۃ الاکتفاء بواحد ان جاء من خارج البلد او کان علی مکان مرتفع۔ واختارہ ظہیر الدین ـــ وہلال الاضحی وبقیۃ الاشہر التسعۃ کالفطر علی المذہب اھ مختصرا۔

ترجمہ:۔ ابر و غبار کی حالت میں ہلال رمضان کے لیے ایک عادل یا مستور الحال کی خبر کافی ہے اگرچہ غلام یا

عورت ہو رویت کی کیفیت بیان کرے خواہ نہ کرے
دعویٰ یا لفظ اشہد یا حکم یا مجلس قاضی کسی کی شرط
نہیں ــــ مگر فاسق کا بیان بالاتفاق مردود ہے ــــ
اور عید کے لئے بحال ناصافی مطلع عدالت کے ساتھ
دو مرد یا ایک مرد دو عورت کی گواہی بلفظ اشہد
ضرور ہے ــــ اور اگر ایسے شہر میں ہوں جہاں کوئی
حاکم اسلام نہیں تو بوجہ ضرورت. بحال ابر و غبار ایک
ثقہ شخص کے بیان پر روزہ رکھیں اور دو عادلوں کی خبر
پر عید کرلیں ــــ اور جب ابر و غبار نہ ہو تو ایسی بڑی جماعت
کی خبر مقبول ہوگی جس سے ظن غالب حاصل ہو جائے
اور امام سے مروی ہوا کہ دو گواہ کافی ہیں اور اسی کو بحر
الرائق میں اختیار کیا ــــ اور کتاب القضیہ میں فرمایا
صحیح یہ ہے کہ ایک بھی کافی ہے اگر جنگل سے آئے یا
بلند مکان پر تھا ــــ اور اسی کو امام ظہیر الدین نے اختیار
فرمایا اور ذی الحجہ اور باقی نو مہینوں کے چاند کا وہی حکم
ہے جو ہلال عید الفطر کا ــ
رد المحتار میں ہے ــ

شرط القبول عند عدم علة فی السماء لہلال
الصوم او الفطر اخبار جمع عظیم لان التفرد من
بین الجم الغفیر بالرؤیة مع توجههم طالبین
لما توجه هو الیه مع فرض عدم المانع ظاهر
فی غلطه ــ بحر ــ ولا یشترط فیهم العدالة ــ

امداد ـ ولا الحرية ـ قهستاني ـ

قوله « واختاره في البحر » حيث قال: ينبغي العمل على هذه الرواية في زماننا لان الناس تكاسلت عن تراءي الاهلة فانتفى قولهم مع توجههم طالبين وظاهر الولوالجية والظهيرية يدل على ان ظاهر الرواية هو اشتراط العدد، والعدد يصدق باثنين اهـ ـ وفي زماننا نشاهد تكاسل الناس فليس في شهادة الاثنين تفرد من بين الجم الغفير حتى يظهر غلط الشاهد فانتفت علة ظاهر الرواية فتعين الافتاء بالرواية الاخرى ـ وفي كافي الحاكم الذي هو جمع كلام محمد في كتبه ظاهر الرواية تقبل شهادة المسلم والمسلمة عدلا كان او غير عدل بعد ان يشهدا انه رأى خارج المصر او انه رآه في المصر مع علة تمنع العامة من التساوي في رويته اهـ ولا منافاة بينهما لان اشتراط الجمع العظيم اذا كان الشاهد من المصر في غير مكان مرتفع فالثانية مقيدة لاطلاق الاولى بدليل ان الاولى علل فيها رد الشهادة بان التفرد ظاهر في الغلط وعلى ما في الثانية لم توجد علة الرد ولهذا قال في المحيط فلا يكون تفرده بالرؤية خلاف الظاهر ـ

قولہ و بقیۃ الاشہر لایقبل فیہا الاشہادۃ رجلین اورجل وامرأتین عدول احرار غیر محدودین کما فی سائر الاحکام ــــ بحر عن شرح مختصر الطحاوی للامام الاسبیجابی ــــ والظاہر انہ فی الاہلۃ التسعۃ لافرق بین الغیم والصحو فی قبول الرجلین لفقد العلۃ الموجبۃ لاشتراط الجمع الکثیر وھی توجہ الکل طالبین ویؤیدہ قولہ کما فی سائر الاحکام اھ ملتقطا۔

ترجمہ:۔ جب آسمان صاف ہو تو ہلال روزہ و عید کے قبول کو جماعت عظیم کی خبر ضرور ہے اس لیے کہ بڑی جماعت کہ وہ بھی چاند دیکھنے میں مصروف تھی اس میں سے صرف دو ایک شخص کو نظر آنا حالانکہ مطلع صاف ہے ان دو ایک کی خطا میں ظاہر ہے ــــ ایسا ہی بحر الرائق میں ہے ــــ اور جماعت عظیم میں عدالت شرط نہیں ــــ ایسا ہی امداد الفتاح میں ہے۔ نہ آزادی شرط ہے ــــ ایسا ہی قہستانی میں ہے۔

اور بحر الرائق میں فرمایا کہ جب لوگ چاند دیکھنے میں کاہلی کریں تو اس روایت پر عمل چاہیے کہ دو گواہ کافی ہیں کہ اب وہ وجہ نہ رہی کہ سب چاند دیکھنے میں مصروف تھے اور مطلع صاف تھا تو فقط انھیں دو کو نظر آنا بعید از قیاس ہے ــــ اور ولوالجیہ وظہیریہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ظاہر الروایۃ میں صرف تعدد

گواہان کی شرط ہے اور تعدد دو سے بھی ہو گیا انتہیٰ ــــ
اور ہمارے زمانے میں لوگوں کا کسل آنکھوں دیکھا ہے
تو دو کی گواہی کو نہ کہیں گے کہ جمہور کے خلاف انھیں کو
کیسے نظر آگیا جس سے گواہ کی غلطی ظاہر ہو ــ تو ظاہر
الروایۃ کی وجہ نہ رہی، تو اس دوسری روایت پر فتویٰ
دینا لازم ہوا ــ اور کافی حاکم میں جس میں امام محمد کا تمام
کلام کتب ظاہر الروایۃ کا جمع فرما دیا ہے یوں ہے کہ
رمضان میں ایک مسلمان مرد یا عورت عادل یا مستور الحال
کی گواہی مقبول ہے جبکہ یہ گواہی دے کہ اس نے جنگل میں
دیکھا یا شہر میں دیکھا اور کوئی سبب ایسا تھا جس کے باعث
اوروں کو نظر نہ آیا انتہیٰ ــــ اور ان دونوں روایتوں میں
منافات نہیں اس لئے کہ جماعت عظیم کی شرط وہاں
ہے کہ گواہ شہر میں غیر مکان بلند پر ہو ــــ تو یہ پچھلی
روایت اس پہلی کے اطلاق کی قید بتاتی ہے ــــ
اور اس پر دلیل یہ کہ پہلی میں ایک کی گواہی نہ ماننے
کی وجہ یہ فرمائی تھی کہ تنہا اسکا دیکھنا غلطی میں ظاہر ہے ــــ
اور اس پچھلی صورت میں یعنی جبکہ وہ جنگل میں یا بلند مکان
پر تھا وہ رد کی وجہ نہ پائی گئی، اس لئے محیط میں فرمایا
کہ اس حالت میں تنہا اس کا دیکھنا خلاف ظاہر نہ ہوگا۔
اور باقی نو مہینوں میں مقبول نہ ہوگی مگر گواہی
دو مردوں یا ایک مرد دو عورتوں عادل آزاد کی جن پر حدِ
قذف نہ لگ چکی ہو جیسے باقی تمام معاملات میں ــــ

اسی طرح بحر الرائق میں امام اسبیجابی کی شرح مختصر طحاوی سے
ہے ۔۔۔ اور ظاہر یہ ہے کہ ان نو چاندوں میں صفاد عدم
صفائی مطلع کا کچھ فرق نہیں ہر حال میں دو کی گواہی قبول
ہوگی کہ وہ وجہ جو وہاں شرط جماعت عظیم کی باعث تھی
کہ سب ہلال کو تلاش کرتے ہیں یہاں موجود نہیں کہ
ان نو مہینوں کا چاند عام لوگ تلاش نہیں کرتے ہیں اور
اس کی تائید کرتا ہے امام اسبیجابی کا وہ فرمانا کہ ان میں
وہ درکار ہے جو باقی تمام معاملات میں ۔

حدیقہ ندیہ میں ہے ۔

اذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایۃ
فالامور موکلۃ الی العلماء ویلزم الامۃ الرجوع
الیھم ویصیرون ولاۃ فاذا عسر جمعھم علی واحد
استقل کل قطر باتباع علمائہ فان کثروا فالمتبع
اعلمھم فان استووا اقرع بینھم ۔

ترجمہ :۔ جب زمانہ ایسے سلطان سے خالی ہو جو معاملات شرعیہ
میں کفایت کر سکے تو شرعی سب کام علماء کو سپرد ہوں گے
اور مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ اپنے ہر معاملہ شرعیہ میں ان کی
طرف رجوع کریں وہ علماء ہی قاضی و حاکم سمجھے جائیں گے
پھر اگر سب مسلمانوں کا ایک عالم پر اتفاق مشکل ہو تو ہر ضلع
کے لوگ اپنے علماء کا اتباع کریں اگر ضلع میں عالم کثیر ہوں
تو جو سب میں زیادہ احکام شریعت کا علم رکھتا ہے اس کی
پیروی ہوگی اور اگر علم میں برابر ہوں تو قرعہ ڈالا

طریق دوم

شہادۃ علی الشہادۃ

یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے
والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی
گواہی پر انھیں گواہ کیا انہوں نے اس گواہی
کی گواہی دی۔

یہ وہاں ہے کہ گواہانِ اصل حاضری سے معذور ہوں۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ گواہ اصل، گواہ سے کہے میری اس گواہی پر گواہ ہو جا کہ میں گواہی دیتا ہوں میں نے فلاں ماہ فلاں سنہ کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا گواہانِ فرع یہاں آکر یوں شہادت دیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں نے مجھے اپنی اس گواہی پر گواہ کیا کہ فلاں بن فلاں مذکور نے ماہ فلاں سنہ فلاں کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا اور فلاں بن فلاں مذکور نے مجھ سے کہا کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جا۔

پھر اصل شہادت رویت میں اختلاف احوال کے ساتھ جو احکام گذرے ان کا لحاظ ضرور ہے مثلاً ماہ رمضان میں مطلع صاف تھا تو صرف ایک کی گواہی مسموع نہ ہونی چاہیے جب تک جنگل میں یا بلند مکان پر دیکھنا نہ بیان کرے ورنہ ایک کی شہادت اور اسکی شہادت پر بھی صرف ایک ہی شاہد اگرچہ کنیز مستورۃ الحال ہو بس ہے۔ اور باقی مہینوں میں یہ تو ہمیشہ ضرور ہے کہ ہر گواہ کی گواہی پر دو مرد یا ایک مرد دو عورت عادل گواہ ہوں اگرچہ یہی دو مردان دو اصل میں ہر ایک کے شاہد ہوں۔ مثلاً جہاں عیدین میں

صرف دو عادلوں کی گواہی مقبول ہے زید و عمرو دو عادلوں نے چاند دیکھا اور ہر ایک نے اپنی شہادت پر بکر و خالد دو مرد عادل کو گواہ کر دیا کہ یہاں آ کر بکر اور خالد ہر ایک نے زید و عمرو دونوں کی گواہی پر گواہی دی، کافی ہے۔ یہ ضرور نہیں کہ ہر گواہ کے جدا جدا دو گواہ ہوں ــــ اور یہ بھی جائز ہے کہ اصل خود آ کر گواہی دے اور دوسرا گواہ اپنی گواہی پر دو گواہ جداگانہ کر بھیجے ہاں یہ جائز نہیں کہ ایک گواہ اصل کے دو گواہ ہوں اور انھیں دونوں میں سے ایک خود اپنی شہادت ذاتی بھی دے۔

درمختار میں ہے۔

الشهادة على الشهادة مقبولة وان كثرت استحسانا في كل حق على الصحيح ــــ الا في حدود قود ــ بشرط تعذر حضور الاصل بمرض او سفر ــــ واكتفى الثاني بغيبته بحيث يتعذر ان يبيت باهله واستحسنه غير واحد ــــ وفي القهستاني والسراجية وعليه الفتوى، واقره المصنف ــــ او كون المرأة مخدرة لا تخالط الرجال وان خرجت لحاجة وحمام ــ قلية ــ عند الشهادة عند القاضي قيد للكل وبشرط شهادة عدد نصاب ولو رجلا وامراتين عن كل اصل ولو امرأة لا تغاير فرعي هذا او ذاك ــ وكيفيتها ان يقول الاصل مخاطبا للفرع ولو ابنه ــ بحر ــ اشهد على شهادتي اني اشهد بكذا او يقول الفرع اشهد ان فلانا اشهدني على شهادته بكذا او قال لي اشهد على شهادتي بذالك اهـ مختصرا۔

ترجمہ:۔ گواہی پر گواہی مقبول ہے اگرچہ یکے بعد دیگرے کتنے ہی درجے

تک پہنچے مثلاً گواہانِ اصل نے زید و عمرو کو گواہ بنایا انہوں نے
اپنی اس شہادت علی الشہادۃ پر بکر و خالد کو گواہ کر دیا خالد
نے اپنی اس شہادۃ علی الشہادۃ پر سعید و حمید کو شاہد بنا لیا
و علی ہذا القیاس۔ اور مذہب صحیح پر یہ امر حدود و قصاص کے سوا ہر
حق میں جائز ہے اس شرط سے کہ جس وقت قاضی کے حضور
ادائے شہادت ہوئی اس وقت وہاں اصل گواہ کا آنا مرض
یا سفر یا زن پردہ نشین ہونے کے باعث متعذر ہو۔ اور امام
ابی یوسف کے نزدیک تین منزل دور ہونا ضرور نہیں بلکہ اتنی
دوری کافی ہے کہ گواہی دے کر رات کو اپنے گھر نہ پہنچ سکے
بکثرت مشائخ نے اسی قول کو پسند کیا اور قہستانی و سراجیہ
میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے مصنف نے اسے مسلّم رکھا۔ اور
عورت کی پردہ نشینی یہ کہ مردوں کی مجمع سے بچتی ہو اگرچہ اپنی کسی
ضرورت کے لیے باہر نکلے یا حمام جائے ایسا ہی قنیہ میں ہے
۔۔۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ ہر اصل گواہ اگرچہ عورت کی گواہی پر
پورا نصاب شہادت یعنی دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں گواہی
دیں ہاں یہ ضرور نہیں کہ ہر گواہ اصل کے دو دو جداگانہ گواہ ہوں
۔ اور اس کی کیفیت یہ ہے کہ گواہ اصل گواہ فرع سے اگرچہ
وہ اس کا بیٹا ہو خطاب کر کے کہے تو میری اس گواہی پر گواہ
ہو جا کہ میں یہ گواہی دیتا ہوں اور گواہ فرع یوں ادائے شہادت
کرے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں نے مجھے اس گواہی پر گواہ
کیا اور مجھ سے کہا کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جا۔

اسی کے بیان ہلال رمضان میں ہے۔

وتقبل شهادة واحد على اخر كعبد وانثى ولو على مثله۔

ترجمہ:۔ ایک کی گواہی دوسرے پر مثلاً غلام یا عورت کی شہادت اگرچہ اپنی ہی جیسے پر ہلال رمضان میں مقبول ہے جبکہ ایک کی گواہی وہاں مسموع ہونے کے قابل ہو جیسے بحالت ناصافی مطلع۔

ردالمحتار میں ہے۔

لو شهدا على شهادة رجل واحدهما يشهد بنفسه ايضا لم يجز كذا في محيط السرخسي فتاوى الهنديه ولو شهد واحد على شهادة نفسه واخران على شهادة غيره يصح صرح به في البزازية اهـ مختصرا۔

ترجمہ:۔ اگر دو گواہوں نے ایک مرد کی شہادت پر شہادت ادا کی اور ان میں ایک خود بذاتہ گواہ ہے تو یہ جائز نہیں ایسا ہی فتاویٰ عالمگیری میں محیط امام سرخسی سے ہے اور اگر ایک نے خود گواہی دی اور دوسرے دو نے اور شخص کی شہادت پر شہادت ادا کی تو یہ درست ہے بزازیہ میں اس کی تصریح ہے ۱۲۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں ذخیرہ سے ہے۔

ينبغي ان يذكر الفرع اسم الشاهد الاصل واسم ابيه وجده حتى لو ترك ذالك فالقاضي لا يقبل شهادتهما۔

ترجمہ:۔ گواہ فرع کو چاہیے کہ گواہ اصل اور اس کے باپ اور دادا سب کا نام ذکر کرے یہاں تک کہ اگر اسے چھوڑ دے گا تو حاکم اسکی گواہی قبول نہ کرے گا۔

شہادۃ علی الشہادۃ میں یہ بھی ضرور ہے کہ اس کے مطابق حکم ہونے تک گواہانِ اصل بھی اہلیت شہادت پر باقی رہیں اور شہادت کی تکذیب نہ کریں مثلاً گواہانِ فرع نے ابھی گواہی نہ دی یا دی اور اس پر ہنوز حکم نہ ہوا تھا کہ گواہانِ اصل سے کوئی گواہ اندھا یا گونگا یا مجنون یا معاذ اللہ مرتد ہوگیا یا کہا کہ میں نے تو ان گواہوں کو اپنی شہادت کا گواہ نہ کیا تھا یا غلطی سے گواہ کر دیا تھا تو یہ شہادت باطل ہوجائے گی۔

درمختار میں ہے۔

تبطل شہادۃ الفروع بخروج اصلہ عن اہلیتہا
کخرس وعمی وبانکارہ اصلہ الشہادۃ کقولہم مالنا
شہادۃ اولم نشہدہما واشہدناہم وغلطنا اھ مختصراً

طریق سوم

شہادۃ علی القضا

یعنی دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکم اسلام قاضی شرع کے حضور رؤیت ہلال پر شہادتیں گذریں اور اس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا دو شاہدان عادل اس گواہی وحکم کے وقت حاضر دار القضا تھے انہوں نے یہاں حاکم اسلام قاضی شرع یا وہ نہ ہو تو مفتی کے حضور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں ہمارے سامنے فلاں شہر کے فلاں حاکم کے حضور فلاں ہلال کی نسبت فلاں دن کی شام کو ہونے کی گواہیاں گذریں اور حاکم موصوف نے ان گواہیوں پر ثبوت ہلال مذکور شام فلاں روز کا حکم دیا۔

فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے۔

لوشهدوا ان قاضی بلدۃ کذا شهد عندہ اثنان بروية الهلال فی ليلة كذا وقضى بشهادتهما جاز لهذا القاضی ان يحكم بشهادتهما لان قضاء القاضی حجة وقد شهدوا به۔

اسی طرح فتاویٰ قاضی خاں وفتاویٰ خلاصہ وغیرہما میں ہے۔

قلت وقيده فی التنوير تبعاً للذخيرة عن مجموع النوازل باستجماع شرائط الدعوى ووجهه العلامة الشامی بتوجيهين لنا فی كل منهما كلام حققناه فيما علقناه فراجعه ثمه فانه من الفوائد المهمة۔

طریق چہارم

کتاب القاضی الی القاضی

یعنی قاضی شرع جسے سلطان اسلام نے فصل مقدمات کے لئے مقرر کیا ہو اس کے سامنے شرعی گواہی گذری۔ اس نے دوسرے شہر کے قاضی شرع کے نام خط لکھا کہ میرے سامنے اس مضمون پر شہادت شرعیہ قائم ہوئی۔ اور اس خط میں اپنا اور مکتوب الیہ کا نام ونشان پورا لکھا جس سے امتیاز کافی واقع ہو۔ اور وہ خط دو گواہان عادل کے سپرد کیا کہ یہ میرا خط قاضی فلاں شہر کے نام ہے وہ باحتیاط اس قاضی کے پاس لائے اور شہادت ادا کی کہ آپ کے نام یہ خط فلاں قاضی فلاں شہر نے ہم کو دیا اور ہمیں گواہ کیا کہ یہ خط اس کا ہے۔ اب یہ قاضی اگر اس شہادت کو اپنے مذہب کے مطابق ثبوت کے لئے کافی سمجھے تو اس پر عمل کرسکتا ہے۔

(اور بہتر یہ ہے کہ قاضی کاتب خط لکھ کر ان گواہوں کو سنادے یا اس کا مضمون بتادے اور خط بند کر کے ان کے سامنے سر بمہر کردے اور اولیٰ یہ کہ اس کا مضمون ایک کھلے ہوئے پرچے پر الگ لکھ کر بھی ان شہود کو دے دے کہ اسے یاد کرتے رہیں یہ آکر مضمون پر بھی گواہی دیں کہ خط میں یہ لکھا ہے اور سر بمہر خط اس قاضی کے حوالہ کریں یہ زیادہ احتیاط کے لئے ہے ورنہ خیر اسی قدر کافی ہے کہ دو مردوں یا ایک مرد دو عورتیں عادل کو خط سپرد کر کے گواہ کرلے اور وہ باحتیاط یہاں لاکر شہادت دیں) بغیر اس کے اگر خط ڈاک میں ڈال دیا یا اپنے آدمی کے ہاتھ بھیج دیا تو ہرگز مقبول نہیں اگرچہ وہ خط اسی قاضی کا معلوم ہوتا ہو اور اس پر اسکی اور اسکے محکمۂ قضا کی مہر بھی لگی ہو۔

اور یہ بھی ضرور ہے کہ جب تک یہ خط قاضی مکتوب الیہ کو پہنچے اور وہ اسے پڑھ لے اس وقت تک کاتب زندہ رہے اور معزول نہ ہو ورنہ اگر خط پڑھے جانے سے پہلے مرگیا یا برخاست ہوگیا تو اس پر عمل نہ ہوگا اور بحالت زندگی یہ بھی ضرور ہے کہ جب تک مکتوب الیہ اس خط کے مطابق حکم نہ کرلے اس وقت تک کاتب عہدۂ قضا کا اہل رہے ورنہ اگر حکم سے پہلے کاتب مثلاً مجنوں یا مرتد یا اندھا ہوگیا تو بھی خط بیکار ہوجائے گا۔

درمختار میں ہے:

القاضی یکتب الی القاضی بحکمه وان لم یحکم
کتب الشهادة لیحکم المکتوب الیه بها علی رائه و
قرأ الکتاب علیهما او اعلمهم بما فیه وختمه عندهم
وسلم الیهم بعد کتابة عنوانه وهو ان یکتب فیه
اسمه واسم المکتوب الیه وشهرتهما واکتفی الثانی
بان یشهدهما انه کتابه وعلیه الفتوی ویبطل الکتاب

بموت الکاتب وعزلہ قبل القراءۃ وبجنون الکاتب وردتہ وحدہ لقذف وعمائہ لخروجہ عن الاھلیۃ وکذا بموت المکتوب الیہ وخروجہ عن الاھلیۃ الا اذا عمم۔

ولا یقبل کتاب القاضی من محکم بل من قاض مولی من قبل الامام۔

درر و غرر میں ہے:

لا یقبلہ ایضا الا بشہادۃ رجلین او رجل وامرأتین لان الکتاب قد یزور اذ الخط یشبہ الخط والخاتم یشبہ الخاتم فلا یثبت الا بحجۃ تامۃ

طریق پنجم

استفاضہ

یعنی جس اسلامی شہر میں حاکم شرع قاضی اسلام ہو کہ احکام ہلال اسی کے یہاں سے صادر ہوتے ہیں۔ اور وہ خود عالم۔ اور ان احکام میں علم پر عامل و قائم۔ یا کسی عالم دین محقق معتمد پر اعتماد کا ملتزم و ملازم ہے۔ یا جہاں قاضی شرع نہیں تو مفتی اسلام مرجع عوام و متبع الاحکام ہو کہ احکام روزہ و عیدین اسی کے فتوے سے نفاذ پاتے ہیں۔ عوام کالانعام بطور خود عید و رمضان نہیں ٹھہرا لیتے۔ وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن بر بنائے رویت روزہ ہوا یا عید کی گئی۔

مجرد بازاری افواہ کہ خبر اڑ گئی اور قائل کا پتہ نہیں۔ پوچھے تو یہی جواب ملتا ہے کہ سنا ہے یا لوگ کہتے ہیں۔ یا بہت پتہ چلا تو کسی مجہول کا۔ انتہا درجہ منتہائے سند دو ایک شخصوں کی محض حکایت کہ انھوں نے بیان کیا اور شدہ شدہ شائع ہو گئی ایسی خبر ہرگز استفاضہ نہیں۔

بلکہ خود وہاں کی آئی ہوئی متعدد جماعتیں درکار ہیں جو بالاتفاق وہ خبر دیں۔

یہ خبر اگرچہ نہ خود اپنی رویت کی شہادت ہے۔ نہ کسی شہادت پر شہادت نہ بالتصریح قضائے قاضی پر شہادت، نہ کتاب قاضی با شہادت۔ مگر اس مستفیض خبر سے بالیقین یا بہ غلبۂ ظن ملتحق بالیقین وہاں رویت وصوم و عید کا ہونا ثابت ہوگا۔ اور جب کہ وہ شہر اسلامی۔ اور احکام و حکام کی وہاں پابندی دوامی ہے تو ضرور مظنون ہوگا کہ امر بحکم واقع ہوا۔ تو اس طریق سے قضائے قاضی کہ حجت شرعیہ ہے ثابت ہو جائے گی۔

اور یہیں سے واضح ہوا کہ تاریک شہر جہاں نہ کوئی قاضی شرع نہ مفتی اسلام۔ یا مفتی ہے مگر نااہل، جیسے خود احکام شرع کی تمیز نہیں۔ جیسے آج کل کے بہت مدعیان خام کار، خصوصاً وہابیہ، خصوصاً نامقلدین، وغیرہم فجار، یا بعض سلیم الطبع سنی، ناقص العلم ناتجربہ کار۔ یا مفتی محقق معتمد عالم مستند ہے مگر عوام خود سر اس کے منتظر احکام نہیں۔ پیش خویش اپنے قیاسات فاسدہ پر جب چاہیں عید و رمضان قرار دے لیتے ہیں ایسے شہروں کی شہرت بلکہ تواتر بھی اصلاً قابل قبول نہیں کہ اس سے کسی حجت شرعیہ کا ثبوت نہ ہوا۔

درمختار میں ہے:

شہدوا انہ شہد عند قاضی مصر کذا شاہدان برویۃ الہلال، وقضی بہ قضی القاضی بشہادتہما

لان قضاء القاضی حجة ویشهدوا به، لا لو شهدوا برویة غیرهم، لانه حکایة، لغم لو استفاض الخبر فی البلدة الاخری لزمهم علی الصحیح من المذهب۔ مجتبی وغیرہ۔

رد المحتار میں ہے:

هذه الاستفاضه لیس فیها شهادة علی قضاء قاض، ولا علی شهادة، لکن لما کانت بمنزلة الخبر المتواتر، وقد ثبت بها ان اهل تلک البلدة صاموا یوم کذا لزم العمل بها، لان البلدة لا تخلو عن حاکم شرعی عادة، فلا بد من ان یکون صومهم مبنیا علی حکم حاکمهم الشرعی فکانت تلک الاستفاضه بمعنی نقل الحکم المذکور الخ۔

اسی میں ہے:

قال الرحمتی معنی الاستفاضة ان تاتی من تلک البلدة جماعات متعددون کل منهم یخبر عن اهل تلک البلدة أنهم صاموا عن رویة لا مجرد الشروع من غیر علم بمن اشاعه، کما قد تشیع اخبار یتحدث بها سائر اهل البلدة، ولا یعلم من اشاعها کما وردان فی اخر الزمان یجلس الشیطان بین الجماعة، ویتکلم بالکلمة فیتحدثون بها یقولون لا ندری من قالها فمن هذا لا ینبغی من وسع فضلا من ان یثبت به حکما اه قلت وهو

کلام حسن ویشیر الیہ قول الذخیرۃ اذا استفاض وتحقق فان التحقق لا یوجد بمجرد الشیوع۔

تنبیہ الغافل والوسنان علی احکام ھلال رمضان

میں ہے:

لما کانت الاستفاضہ بمنزلۃ الخبر المتواتر وقد ثبت بھا ان اھل تلک البلدۃ صاموا لزم العمل بھا لان المراد بھا بلدۃ فیھا حاکم شرعی الخ

دربارۂ استفاضہ یہ تحقیق علامہ شامی کی ہے۔ اور اس تقدیر پر وہ شرائط ضرور ہیں کہ صوم وعید پر بنائے حکم حاکم شرع عالم متبع احکام ہوا کرتا ہو۔ اور ایک صورت یہ بھی متصور کہ دوسرے شہر سے جماعات کثیرہ آئیں اور سب بالاتفاق بیان کریں کہ وہاں ہمارے سامنے عام لوگ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرتے تھے جن کا بیان مورث یقین شرعی تھا۔ ظاہر ہے اس تقدیر پر وہاں کسی ایسے حاکم شرع کا ہونا ضرور نہیں کہ رویت فی نفسہا حجت شرعیہ ہے لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صوموا لرویتہ وافطروا لرویتہ۔ جب جماعت تواتر جماعت تواتر سے ان کی رویت کی ناقل ہے تو رویت بالیقین ثابت ہوگئی۔ اور شہادت کی حاجت نہ رہی کہ اثبات احکام میں تواتر کبھی قائم مقام شہادت، بلکہ اس سے اقوی ہے کہ شہادت برخلاف تواتر آئے تو رد کردی جائے اور نفی پر تواتر مقبول ہے اور شہادت نامسموع۔

عالمگیریہ میں محیط سے ہے:

ان وجد کلھم غیر ثقات یعتمد علی ذالک بتواتر الاخبار۔

درمختار میں ہے:

شہادۃ النفی المتواتر مقبولۃ۔

ردالمحتار میں ہے:

فی النوادر عن الثانی شھد اعلیہ بقول او فعل یلزم علیہ بذلک اجارۃ او بیع او کتابۃ او طلاق او عتاق او قتل او قصاص فی مکان او زمان او صفات فبرھن المشھود علیہ انہ لم یکن ثمہ یومئذ لا تقبل، لکن قال المحیط فی الحادی والخمسین ان تواتر عند الناس وعلم الکل عدم کونہ فی ذلک المکان والزمان لا تسمع الدعوی ولقضی بفراغ الذمۃ لانہ یلزم تکذیب الثابت بالضرورۃ۔

عقود الدریہ میں فتاوی صغیری سے ہے:

البینۃ اذا قامت علی خلاف المشھور المتواتر لا تقبل وھو ان یشتھر ولیسمع من قوم کثیر لا یتصور اجتماعھم علی الکذب۔

کلام علما مثلاً قول مذکور درمختار "لو استفاض الخبر فی البلدۃ الاخری" اور قول ذخیرہ "قال شمس الائمۃ الحلوائی الصحیح من مذھب اصحابنا ان الخبر اذا استفاض وتحقق فیما بین اھل البلدۃ الاخری یلزمھم حکم ھذہ البلدۃ وغیر ذلک"۔ بلاشبہ اس صورت کو بھی شامل۔ واللہ تعالیٰ اعلم باحکامہ۔

طریق ششم

اکمال، عدت

یعنی جب ایک مہینہ کے تیس دن کامل ہوجائیں تو ماہ متصل کا ہلال آپ ہی ثابت ہوجائے گا اگرچہ اس کے لئے رویت، شہادت، حکم، استفاضہ وغیرہ کچھ نہ ہو۔ مہینہ تیس سے زائد کا نہ ہونا یقینی ہے۔

رسول اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلثین۔

اگر اُنتیس کو مطلع صاف نہ ہو تو تیس کی گنتی پوری کرلو۔

رواہ الشیخان عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

یہ طریقہ صفائی مطلع کی حالت میں کافی ہے اگرچہ ہلال نظر نہ آئے جب کہ گزشتہ ہلال رویت واضحہ یا دو گواہانِ عادل کی شہادت سے ثابت ہولیا ہو۔ ہاں اگر ایک گواہ کی شہادت پر ہلال رمضان مان لیا اور اس حساب سے تیس دن آج پورے ہو گئے اور اب مطلع روشن ہے اور عید کا چاند نظر نہیں آتا تو یہ اکمالِ عدت کافی نہ ہوگا بلکہ صبح ایک روزہ اور رکھیں کہ اگلے ہلال کا ثبوت حجت تامہ سے نہ تھا اور با وصف صفائی مطلع تیس کے بعد بھی چاند نظر نہ آنا صاف گواہ ہے کہ اس گواہ نے غلطی کی اور جب کہ وہ ہلال حجت تامہ دو گواہانِ عادل سے ثابت تھا تو آج با وصف مطلع نظر نہ آنا اس پر محمول ہوگا کہ ہلال بہت باریک ہے، اور کوئی بخار قلیل المقدار خاص اسی کے سامنے حاجب ہے، جیسے صفائی عامہ افق کے سبب نظرِ صفائی مطلع گمان کرتی ہے، یا اس کے سوا کوئی اور مانع خفی خلافِ معتاد ہے۔ ہاں اگر آج ابر و غبار ہے تو مطلقاً تیس پورے کرکے عید کرلیں گے۔ اگرچہ ہلال رمضان ایک ہی شاہد کی شہادت سے مانا ہو کہ اب اس کی غلطی ظاہر نہ ہوئی۔

تنویر میں ہے:

بعد صوم ثلثین بقول عدلین حل الفطر
وبقول عدل لا۔

درمختار میں ہے:

نقل ابن الکمال عن الذخیرۃ انہ ان غم
ھلال الفطر حل اتفاقاً الخ۔ وتمام تحقیقہ فی
رد المحتار وما علقنا علیہ۔

طریق ہفتم

علامہ شامی رحمہ اللہ متعالیٰ نے توپیں سننے کو بھی حوالیِ
شہر کے دیہات والوں کے واسطے دلائل ثبوتِ ہلال سے گنا۔

ظاہر ہے کہ یہاں بھی وہی شرائط مشروط ہوں گے کہ اسلامی شہر
میں حاکم شرع معتمد کے حکم سے اونتیس کی شام کو توپوں کے فیر صرف بحالتِ
ثبوت شرعی رویت ھلال ہوا کرتے ہوں۔ کسی کے آنے جانے کی سلامی
وغیرہ کا اصلاً احتمال نہ ہو۔ ورنہ شہر اگرچہ اسلامی ہو مگر وہاں احکام شرعیہ کی
قدر نہیں۔ احکام جہالِ بے خرد، یا نیچری، رافضی، وغیرہم بدمذہبوں کے
حوالے ہیں جنھیں نہ قواعد شرعیہ معلوم، نہ ان کے اتباع کی پرواہ اپنی رائے
ناقص میں جو آیا اس پر حکم لگا دیا، توپیں چل گئیں، تو ایسی بے سروپا باتیں
کیا قابل لحاظ ہو سکتی ہیں۔ کما لایخفی۔

پھر جہاں کی توپیں شرعاً قابل اعتماد ہوں ان پر عمل اہل دیہات
ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عند التحقیق خاص اس شہر والوں کو بھی ان پر
اعتماد دے مفر نہیں کہ حاکم شرع کے حضور شہادتیں گزرنا اس کا ان پر حکم
نافذ کرنا ہر شخص کہاں دیکھتا سنتا ہے بحکم حاکم اسلام اعلانِ عام کے لیے ایسی

ہی کوئی علامت معہودہ معروفہ قائم کی جاتی ہے جیسے توپوں کے فیر یا ڈھنڈورا وغیرہ۔

اقول یہیں سے ظاہر ہوا کہ ایسے اسلامی شہر میں منادی پر بھی عمل ہوگا حتی کہ اس کی عدالت بھی شرط نہیں جب کہ معلوم ہو کہ بے حکم سلطانی ایسا اعلان نہیں ہو سکتا۔

عالمگیریہ میں ہے:

خبر منادی السلطان مقبول عدلا کان او فاسقا کذا فی جواہر الاخلاطی۔

رد المحتار میں ہے:

قلت والظاہر انہ یلزم اہل القری الصوم بسماع المدافع او رویۃ القنادیل من المصر، لانہ علامۃ الظاہر تفید غلبۃ الظن، وغلبۃ الظن حجۃ موجبۃ للعمل، کما صرحوا بہ۔ واحتمال کون ذلک لغیر رمضان بعید، اذ لا یفعل مثل ذلک عادۃ فی لیلۃ الشک الا لثبوت رمضان۔

منحۃ الخالق میں ہے:

لم یذکروا عندنا العمل بالامارات الظاہرۃ الدالۃ علی ثبوت الشہر کضرب المدافع فی زماننا والظاہر وجوب العمل بہا علی من سمعہا ممن کان غائبا عن المصر کاہل القری ونحوہا کما یجب العمل بہا علی اہل المصر الذین لم یروا الحاکم قبل شہادۃ الشہود وقد ذکر ہذا الفرع الشافعیۃ،

فصرح ابن حجر فی التحفة انه یثبت بالامارة الظاهرة
الدالة التی لاتتخلف عادة کرویة القنادیل المعلقه
بالمنابر قال و مخالفة جمع فی ذلك غیر صحیحة اھ

تنبیہ دربارۂ ھلال غیر رمضان وشوال

جہاں دوسرے شہر کی رویت سے یہاں حکم ثابت کیا جائے جیسے دوم سے پنجم تک چار طریقوں میں۔ ان کے بارے میں علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے یہ ہے کہ اگر وہ دوسرا شہر اس شہر سے اس قدر مغرب کو نہ ہٹا ہو جس کے باعث رویت ہلال میں اختلاف پڑ سکے جب تو وہ طریقے ہر ہلال میں کام دیں گے ورنہ غیر رمضان وشوال میں معتبر نہ ہوں گے۔ یعنی اگر وہ شہر اس شہر سے اتنا غربی ہے جسکی مقدار بعض علماء نے یہ رکھی ہے کہ بہتر میل یا زیادہ اس کا طول شرقی اسکے طول شرقی سے کم ہو اور وہاں کی رویت ہلال ذی الحجہ پر مثلاً شہادت، یا شہادت علی الشہادت، یا شہادت علی القضا گزری۔ یا کتاب القاضی خبر متواتر آئی تو یہاں اس پر عمل نہ ہوگا بلکہ اپنے ہی شہر، یا اس کے قریب مواضع، یا شرقی بلاد سے۔ اگرچہ کتنے ہی فاصلے پر ہوں۔ ثبوت آنے پر مدار رکھیں گے۔ اور نہ ملا تو تیس کی گنتی پوری کریں گے۔

ردالمحتار میں فرمایا۔

یفھم من کلامھم فی کتاب الحج ان اختلاف المطالع
فیه معتبر فلا یلزمھم شئی لو ظھر انه رئی فی بلدة
اخری قبلھم بیوم وھل یقال کذلك فی حق الاضحیة
لغیر الحجاج لم ارہ والظاھر نعم لان اختلاف المطالع
انما لم یعتبر فی الصوم لتعلقه بمطلق الرویة وھذا

بخلاف الاضحية فالظاهر انها كاوقات الصلوة يلزم
كل قوم العمل بما عندهم فتجزئ الاضحية فى اليوم
الثالث عشر وان كان على رؤيا غيرهم هو الرابع عشر۔

اقول مگر صحیح اسکے خلاف ہے۔ کلام علماء صاف مطلق وعام۔ اور اس تخصیص میں بوجوہ کلام۔ فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علل اسقاط اعتبار الحساب بانا امة امية لا نكتب ولا نحسب، كما رواه الشيخان وابوداؤد، والنسائى وغيرهم عن ابن عمر رضى الله تعالٰى عنهما وهذه العلة لعم الاهلة،

وهذا وان كان خلاف القياس فلا يمنع الالحاق به دلالة، وان امتنع قياسا كما قدنص عليه العلماء، ومنهم العلامة الشامى فى نفس هذا الكتاب۔

ولاشك ان ذا الحجة كالفطر سواء بسواء۔ وقد رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم۔

الفطر يوم يفطر الناس، والاضحى يوم يضحى الناس
اخرجه الترمذى بسند صحيح عن ام المومنين الصديقة رضى الله تعالٰى عنها۔

وقال صلى الله تعالٰى عليه وسلم۔

فطركم يوم تفطرون واضحاكم يوم تضحون رواه ابوداؤد والبيهقى بسند صحيح عن ابى هريرة رضى الله تعالٰى عنه۔

ثم اقول هذا كله كلام معه على تسليم ان النوط بالرؤية انما ورد فى الصوم والفطر، وليس كذلك، بل قد ثبت كذلك فى الاضحية۔ فقد اخرج ابوداؤد والدارقطنى عن امير مكة الحارث بن حاطب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال۔

عہد الینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ننسک للرویۃ فان لم نرہ وشہد شاہدا عدل نسکنا بشہادتہما

قال الدار قطنی ہذا اسناد متصل صحیح۔

فانقطع مبنی البحث من راسہ واستبان الحق وللہ الحمد۔

اما ما تمسک بہ من مسئلۃ الحج فاقول لاحجۃ فیہا فانہا فیما اری لدفع الحوج العظیم، ونظیرہ ما فی التنویر والدر۔

تبین ان الامام صلی بغیر طہارۃ تعاد الصلوۃ دون الاضحیۃ، لان من العلماء من قال لا یعید الصلاۃ الا الامام وحدہ، فکان للاجتہاد فیہ مساغ۔ زیلعی۔ کما لو شہدوا انہ یوم العید، فصلوا ثم ضحوا، ثم بان انہ یوم عرفۃ، اجزأتہم الصلوۃ والتضحیۃ، لانہ لا یمکن التحرز عن مثل ہذا الخطا، فیحکم بالجواز صیانۃ لجمع المسلمین زیلعی، اھ ملخصا مصححا۔

ثم رایت بحمد اللہ التصریح بہ فی اللباب وشرحہ بل فی نفس الشرح المتعلق بہ رد المحتار حیث قال۔

شہدوا بعد الوقوف بوقوفہم بعد وقتہ لا تقبل شہادتہم، والوقوف صحیح استحسانا حتی الشہود للحرج الشدید الخ

فقد ظہر الحق والحمد للہ رب العالمین۔

غرض ثبوت ہلال کے شرعی طریقے یہ ہیں، ان کے سوا جس قدر طرق لوگوں نے

ایجاد کئے محض باطل ومخذول، وناقابل قبول ہیں۔ خیالات عوام کا حصر کیا ہو مگر آج کل جہاں میں غلط طریقے جو زیادہ رائج ہیں وہ بھی سات ہیں یکم حکایت رویت۔ یعنی کچھ لوگ کہیں سے آئے اور خبر دی کہ وہاں فلاں دن چاند دیکھا گیا، وہاں کے حساب سے آج تاریخ یہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نہ شہادت رویت ہے کہ انہوں نے خود نہ دیکھا۔ نہ شہادت علی الشہادۃ کہ دیکھنے والے ان کے سامنے گواہی دیتے اور انھیں اپنی گواہیوں کا حامل بناتے، اور یہ حسب قواعد شرعیہ یہاں شہادت دیتے۔ بلکہ مجرد حکایت جس کا شرع میں اصلاً اعتبار نہیں اگرچہ یہ لوگ بھی ثقہ معتمد ہوں اور جن کا دیکھنا بیان کریں۔ وہ بھی ثقہ مستند ہوں نہ کہ جہاں میں تو یہ رائج ہے کہ کوئی آئے کیسا ہی آئے کسی کے دیکھنے کی خبر لائے اگرچہ خود اس کا نام بھی نہ بتائے بلکہ سرے سے اس سے واقف ہی نہ ہو ایسی مہمل خبروں پر اعتماد کر لیتے ہیں۔

فتح القدیر و بحر الرائق و عالمگیریہ وغیرہا میں ہے۔

لو شهد جماعة ان اهل بلدة كذا رأوا هلال رمضان قبلكم بيوم فصاموا وهذا اليوم تثق بحسابهم ولم ير هؤلاء الهلال لا يباح فطر غد، ولا ترك التراويح فى هذه الليلة لانهم لم يشهدوا بالرؤية ولا على شهادة غيرهم وانما حكوا رؤية غيرهم۔

دوم افواہ:۔ شہر میں خبر اڑ جاتی ہے کہ فلاں جگہ چاند ہوا، جاہل اسے تواتر واستفاضہ سمجھ لیتے ہیں۔ حالانکہ جس سے پوچھئے سُنی ہوئی کہتا ہے، ٹھیک پتہ کوئی نہیں دیتا، یا منتہائے سند صرف دو ایک شخص ہوتے ہیں۔ اسے استفاضہ سمجھ لینا محض جہالت ہے۔ اس کی صورتیں وہ ہیں جو ہم نے طریق پنجم میں ذکر کیں۔ منحۃ الخالق حاشیہ بحر الرائق میں ہے۔

اعلم ان المراد بالاستفاضة تواتر الخبر من الواردین
من بلدة الثبوت الی البلدة التی لم یثبت بها
لا مجرد الاستفاضة لانها قد تکون مبنیة علی اخبار
رجل واحد مثلا فیشیع الخبر عنه، ولا شك ان هذا
لا یکفی بدلیل قولهم اذا استفاض الخبر و تحقق فان التحقق
لا یکون الا بما ذکرنا۔

فقیر کو بارہا تجربہ ہوا کہ ایسی شہرتیں محض بے سروپا نکلتی ہیں۔ اسی ذی الحجہ میں خبر شائع ہوئی کہ آنولے میں چاند ہوا ہے۔ وہاں عام لوگوں نے دیکھا۔ اور فقیر کے ایک دوست کا خاص نام بھی لیا گیا کہ وہ آئے اور خود اپنی رویت اور وہاں سب کا دیکھنا بیان کرتے تھے۔ فقیر نے ان کے پاس ایک معتمد کو بھیجا، وہاں سے جواب ملا کہ یہاں ابر غلیظ تھا۔ نہ میں نے دیکھا نہ کسی اور نے دیکھا۔

پھر خبر اڑی کہ شاہجہانپور میں تو ایک ایک شخص نے دیکھا۔ فقیر نے وہاں بھی ایک معتمد ثقہ کو اپنے ایک دوست عالم کے پاس بھیجا۔ انہوں نے فرمایا اس کا حال میں آپ کو مشاہدہ کرائے دیتا ہوں۔ ان کا ہاتھ پکڑ کر شہر میں گشت کیا۔ اور دروازہ دروازہ دریافت کرتے پھرے۔ عید کب ہے؟ کہا جمعہ کی۔ کہا کیا چاند دیکھا؟ کہا دیکھا تو نہیں۔ کہا پھر کیوں؟ اس کا جواب کچھ نہ تھا شہر بھر سے یہی جواب ملا۔ صرف ایک شخص نے کہا میں نے منگل کو چاند دیکھا تھا اور میرے ساتھ فلاں فلاں صاحب نے بھی۔ اب یہ عالم مع ان معتمد کے دوسرے صاحب کے پاس گئے۔ ان سے دریافت کیا۔ کہا وہ غلط کہتا تھا اور خود ان دونوں صاحبوں کیساتھ ان گواہ صاحب کے پاس آئے۔ اب یہ بھی پلٹ گئے کہ ہاں کچھ یاد نہیں۔

پھر خبر گرم ہوئی کہ رام پور میں چاند دیکھا گیا اور جمعہ کی عید قرار پائی۔ فقیر نے

دو ثقہ شخصوں کو وہاں کے دو علماء کرام اپنے احباب کے پاس بھیجا۔ معلوم ہوا وہاں بھی ابر تھا۔ کسی نے بھی نہ دیکھا۔ بارے اتنا معلوم ہوا کہ وہاں دو شخص دہلی سے دیکھ کر آئے ہیں۔ ان علماء نے ان دو شاہدوں کو بلا کر ان دو ثقات کے سامنے شہادت دلوائی۔ اور جو الفاظ فقیر نے انھیں لکھوا دیئے تھے وہ ان سے کہلوا کر ان کو تحمیل شہادت کرائی اور دونوں عالم صاحبوں نے خود ان دونوں شہود اصل کا تزکیہ کیا۔ اب ان دونوں فرع نے یہاں آکر شہادت علی الشہادت حسب قاعدہ شرعیہ دی۔ اس وقت فقیر نے عید جمعہ کا فتوی دیا۔ دیکھئے افواہ اخبار کی یہ حالت ہوتی ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سوم۔ **خطوط و اخبار:۔** بڑی دوڑ یہ ہوتی ہے کہ فلاں جگہ سے خط آیا۔ فلاں اخبار میں یہ لکھا پایا۔ حالانکہ ہم طریق چہارم میں بیان کر چکے کہ حاکم شرع کا خاص مہری دستخطی خط جس پر خود اس کی اور محکمۂ دار القضا کی مہر لگی اور اس کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہو۔ اور یہاں بھی حاکم شرع کے نام آئے۔ ہرگز بغیر دو شاہدان عادل کے جنھیں لکھ کر اپنی کتاب کا گواہ بنا کر خط سپرد کیا اور یہاں انہوں نے حاکم شرع کو دے کر شہادت ادا کی ہو مقبول نہیں۔ پھر یہ ڈاک کے پرچے کیا قابل التفات ہو سکتے ہیں۔ اور اخباری گپیں تو اصلا نام لینے کے بھی قابل نہیں۔

درمختار میں ہے۔ لا یعمل بالخط۔

ہدایہ میں ہے۔ الخط یشبہ الخط فلا یعتبر۔

چہارم۔ **تار:۔** یہ خط سے بھی زیادہ بے اعتبار۔ خط میں کاتب کے ہاتھ کی علامت تو ہوتی ہے۔ یہاں اس قدر بھی نہیں۔ تو اس پر عمل کو کون کہے گا مگر اجہل سا اجہل۔ جسے علم کے نام سے بھی مس نہیں۔

فقیر نے اس کے رد میں ایک مفصل فتوی لکھا اور بحمد اللہ تعالی اس پر ہندوستان کے بکثرت علماء نے مہریں کیں۔ کلکتے میں چھپ کر شائع ہوا تھا۔

گنگوہی ملا نے اپنے ایک فتویٰ میں تار کی خبر اس باب میں معتبر ٹھہرائی اور اسے تحریر خط پر قیاس کیا تھا کہ تار کی خبر مثل تحریر خط کی خبر کے ہے کیونکہ تحریر میں حروف اصطلاحی ہیں جس سے مطلب معلوم ہو جاتا ہے خواہ بحرکت قلم پیدا ہو دیں خواہ کسی لاٹھی یا بانس طویل کی حرکت سے (الی قولہ) بہرحال خبر تار کی مثل خط ہے اور معتبر ہے"

یعنی خط میں قلم سے لکھتے ہیں۔ تار دینا ایسا ہے کہ کسی بڑے بانس سے جو ہزاروں کوس تک لمبا ہے لکھ دیا۔ تو جیسے وہ معتبر ہے ویسے ہی یہ۔ بلکہ یہ تو زیادہ معتبر ہونا چاہیئے کہ وہاں چھوٹا سا قلم ہے اور یہاں اتنا بڑا بانس۔ تو اعتبار بھی اسی نسبت پر بڑھنا چاہیئے۔ شملہ بہ مقدار قلم۔ قیاس تو اچھا دوڑا تھا۔ مگر افسوس کہ شرعاً محض مردود و ناکام رہا۔

اولاً خط و تار میں جو فرق ہیں ہم نے اپنے فتوی مفصلہ میں ذکر کیے جو اس قیاس کو از بیخ برکندہ کرتے ہیں۔ اور ان سے قطع نظر بھی کیجئے تو بحکم شرع خط ہی پر عمل حرام۔ پھر اس بانس کے قیاس کا کیا کام۔ حکم مقیس علیہ میں باطل ہے تو مقیس آپ ہی عاری و عاطل ہے۔

مولوی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاوی میں خط و تار کو بے اعتبار ہی ٹھہرایا اور اس حکم میں حق کی موافقت کی۔ مگر یہ کہنا ہرگز صحیح نہیں کہ خبر تار یا خط بدرجۂ کثرت پہنچ جائے تو اس پر عمل ہو سکتا ہے۔ اسے استفاضہ میں داخل سمجھنا صریح غلط۔ استفاضے کے معنی جو علماء نے بیان فرمائے وہ تھے کہ طرق بہم میں مذکور ہوئے۔ متعدد جماعتوں کا آنا۔ اور یک زبان بیان کرنا چاہیئے۔ یہاں اگر متعدد جگہ سے خط یا تار آئے بھی تو اولاً وہ ان وجوہ ناجوازی سے جنھیں ہم نے اس فتوی میں مفصلاً ذکر کیا ہرگز بیان مقبول کے سلسلے میں نہیں آسکتے۔ ڈاک کے منشی تار کے بابو چٹھی رساں اکثر کفار یا عموماً مجاہیل یا فساق فجار ہوتے ہیں۔

اور بفرض باطل آئیں بھی تو یہ تعدد مخبر عنہ میں ہوا، نہ مخبرین میں۔ کہ یہاں تار لینے والے بابو اگر مسلمان ثقہ ہوں بھی تو ہرگز اتنی جماعات متعددہ نہ ہوں گی جن کی اخبار پر یقین شرعی حاصل ہو۔ بلکہ عامۂ بلاد میں صرف دو ایک ہی تار گھر ہوتے اور صدر ڈاک خانہ تو ایک ہی ہوتا ہے۔ اگرچہ بڑے شہر میں تقسیم کے لئے دو چار برانچ اور بھی ہوں۔ بہرحال یہ خط یا تار ہم کو تو معدود ہی شخصوں کے ذریعہ سے ملیں گے۔ پھر استفاضے سے کیا علاقہ ہوا۔ کیا اگر زید آکر کہہ دے کہ فلاں جگہ لاکھ آدمیوں نے چاند دیکھا تو یہ خبر مستفیض کہلائے گی؛ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

پنجم جنتریوں کا بیان:۔ کہ فلاں دن پہلی ہے۔ اول بعض علماء شافعیہ و بعض معتزلہ وغیرہم کا خیال اس طرف گیا تھا کہ مسلمان عادل منجموں کا قول اس بارے میں معتبر ہو سکتا ہے۔ اور بعض نے قید لگائی تھی کہ جب ان کی ایک جماعت کثیر یک زبان بیان کرے کہ فلاں مہینے کی یکم فلاں روز ہے تو مقبول ہونے کے قابل ہے۔ اگرچہ واجب العمل کسی کے نزدیک نہیں۔ مگر ہمارے ائمہ کرام اور جمہور محققین اعلام اسے اصلاً تسلیم نہیں فرماتے اور اس پر عمل جائز ہی نہیں رکھتے اور یہی حق ہے کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صحیح حدیث میں یہاں قول منجمین سے قطع نظر و عدم لحاظ کی تصریح فرما چکے پھر اب اس پر عمل کا کیا محل۔

درمختار میں ہے۔

لاعبرۃ بقول الموقتین ولوعدولا علی المذھب۔

ردالمحتار میں ہے۔

بل فی المعراج لا یعتبر قولھم بالاجماع ولا یجوز للمنجم ان یعمل بحساب نفسہ۔

جب منجمین مسلمین ثقات عدول کے بیان کا یہ حال تو آجکل کی جنتریاں۔ جو عموماً ہنود وغیرہم کفار شائع کرتے ہیں۔ یا بعض نیچری نام کے مسلمان یا بعض مسلمان بھی، تو وہ بھی انھیں ہندوانی جنتریوں کی پیروی سے۔ کیا قابل التفات ہوسکتی ہیں۔

فقیر نے بتیس برس سے بڑی بڑی نامی جنتریاں دیکھیں۔ اول مصرانی ہئیت ہی ناقص ومختل ہے۔ پھر ان جنتری سازوں کو اس کی بھی پوری تمیز نہیں۔ تقویمات کواکب میں وہ سخت فاحش غلطیاں دیکھنے میں آئیں جن میں کوئی سمجھ والا بچہ بھی نہ پڑتا۔ پھر یہ کیا اور ان کی جنتری کیا۔ اور ان کی دوح اور پَروا کی کسے پَروا۔

ششم قیاسات وقرائن:۔ مثلاً چاند بڑا تھا، روشن تھا، دیر تک رہا، تو ضرور کل کا تھا۔ آج بیٹھ کر نکلا تو ضرور پندرہویں ہے۔ اٹھائیسویں کو نظر آیا تھا مہینہ تیس کا ہوگا۔ اٹھائیسویں کو بہت دیکھا نظر نہ آیا مہینہ انتیس کا ہوگا۔ یہ قیاسات تو حسابات کی وقعت بھی نہیں رکھتے۔ پھر ان پر عمل، محض جہل و زلل۔ حدیث میں ہے حضور پرنور سید صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من اقتراب الساعۃ انتفاخ الاھلّۃ

قرب قیامت کی علامات سے ہے کہ ہلال پھولے ہوئے نکلیں گے یعنی دیکھنے میں بڑے معلوم ہوں گے۔

رواہ الطبرانی فی الکبیر عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من اقتراب الساعۃ ان یری الھلال قبلا و یقال ھو للیلتین۔

علامات قیامت سے ہے کہ چاند بے تکلف نظر آئیگا
کہا جائے گا کہ دو رات کا ہے۔

رواہ فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

صحیح مسلم شریف میں ابو البختری سعید بن فیروز سے ہے۔

قال خرجنا للعمرۃ۔ فلما نزلنا ببطن نخلۃ قال ترا أینا الھلال، فقال بعض القوم ھو ابن ثلاث۔ قال بعض القوم ھو ابن لیلتین، قال فلقینا ابن عباس فقلنا انا رأینا الھلال فقال بعض القوم ھو ابن ثلاث و قال بعض القوم ھو ابن لیلتین، فقال ای لیلۃ رایتموہ قال قلنا لیلۃ کذا وکذا، فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدہ للرؤیۃ فھو لیلۃ رایتموہ

ہم عمرے کو چلے جب بطن نخلہ میں اترے ہلال دیکھا، کوئی بولا تین رات کا ہے، کسی نے کہا دو رات کا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملے ان سے عرض کی کہ ہم نے ہلال دیکھا کوئی کہتا ہے تین شب کا ہے۔ کوئی دو شب کا۔ فرمایا تم نے کس رات دیکھا؟ ہم نے کہا فلاں شب کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا مدار رویت پر رکھا ہے تو وہ اسی رات کا ہے جس رات نظر آیا۔

ہفتم کچھ استقرائی کچھ اختراعی قاعدے۔ مثلاً رجب کی چوتھی رمضان کی پہلی ہوگی۔ رمضان کی پہلی ذی الحجہ کی دسویں ہوگی۔ اگلے رمضان کی پانچویں اس رمضان کی پہلی ہوگی۔ چار مہینے برابر تیس تیس کے ہو چکے ہیں۔ یہ ضرور انتیس کا ہوگا۔ تین پے در پے انتیس کے ہوئے ہیں یہ ضرور تیس کا ہوگا۔

ان کا جواب اسی قدر میں ہے۔ ما انزل اللہ بھا من سلطان حق سبحانہ نے ان باتوں پر کوئی دلیل نہ اتاری۔

وجیز امام کردری میں ہے۔

شهر رمضان جاء یوم الخمیس لا یضحی ایضا فی یوم الخمیس مالم یتحقق انه یوم النحر وما نقل عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنه ان یوم اول الصوم یوم النحر لیس بتشریع کلی بل اخبار عن اتفاق فی هذه السنة۔ وکذا ما هو الرابع من رجب لا یلزم ان یکون غرة رمضان بل قد یتفق۔

خزانۃ المفتین میں فتاویٰ کبریٰ سے ہے۔

ما یروی ان یوم نحرکم یوم صومکم، کان وقع ذلک العام بعینه دون الابد، لان من اول یوم رمضان الی غرة ذی الحجة ثلاثة اشهر فلا یوافق یوم النحر یوم الصوم الا ان یتم شهر ان من الثلثة وینقص الواحد فاذا تمت الشهور الثلثة تاخر عنه، واذا نقصت الشهور الثلثه او شهر ان تقدم علیه فلم یصح الاعتماد علی هذا۔

یہ کلام اجمالی بقدر کفایت ہے اور ان احکام کی تفصیل تمام رسائل و مسائل فقہ میں ہے۔ وباللہ التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم۔

درود شریف

صلی اللہ علی النبی الامی

وآلہ صلی اللہ علیہ وسلم

صلوٰۃ وسلام علیک

یارسول اللہ

Scanned with OKEN Scanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ چند

ہم اہلِ سنت کیلئے یہ بات بڑی شرم کی ہے کہ سیدنا سرکار اعلیٰحضرت امام اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ۶۸ سالہ عمر شریف میں جو سرمایۂ علم و فن چھوڑا تھا، آج ان کے وصال کو ۸۰ سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور ہم ان کی خدمات کو دنیا کے سامنے پیش بھی نہ کر سکے۔ ہاں ہمارے اکابر حضور مفتی اعظم، حضرت صدر الشریعہ اور مولانا حسنین رضا خاں ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں، منشی لعل محمد مدراسی، قاضی عبدالوحید فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ نے اعلیٰحضرت کی حقنی تصانیف شائع کی ہیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گی کیوں کہ ان سے پہلے کسی نے اعلیٰحضرت پر کوئی کام ہی نہیں کیا ہے۔ پھر کافی زمانہ تک خاموشی چھائی رہی اور تصانیفِ اعلیٰحضرت کو شائع کرنے میں ہم اہلِ سنت سست رہے اور ہماری توجہ جلسوں، کانفرنسوں کی طرف زیادہ ہوگئی۔ ابھی چند سالوں سے الحمدُ للہ پھر بیداری پیدا ہوئی ہے اور تصانیف اعلیٰحضرت کو شائع کرنے کا سلسلہ پھر زور و شور سے شروع ہو گیا ہے، ہندوستان اور پاکستان کے بعض ادارے جیسے "المجمع الاسلامی مبارکپور"۔ "جامعہ نظامیہ لاہور" "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی" اور "رضا اکیڈمی مانچسٹر" قابلِ ذکر ہیں۔

رضا اکیڈمی پر سیدنا سرکار حضور مفتی اعظم کا کرم خاص ہے کہ اس نے اب تک ۱۱۶ کتابیں شائع کر چکی ہے اور اب ۱۰۰ کتابیں وہ بھی صرف اعلیٰحضرت کی شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ انھیں کتابوں میں سے ایک کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ۱۰۰ کتابوں کا جمع کرنا بھی بڑا مسئلہ تھا لیکن نبیرۂ اعلیٰحضرت حضرت مولینا محمد توصیف رضا خاں صاحب، مولانا محمد شریف قادری صاحب لاہور، مولانا محمد شہاب الدین رضوی صاحب، مولانا عبدالستار ہمدانی صاحب، جناب محمد علی رضوی صاحب وغیرہ نے ہمارا تعاون کیا۔ ان کتابوں کا اجرا ۱۰ شوال ۱۴۱۸ھ کو بمبئی میں ہوگا۔ اس میں رضا اکیڈمی کی جانب سے نائب حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب مبارکپوری، حضرت علامہ مفتی غلام محمد صاحب ناگپوری، حضرت علامہ ارشد القادری صاحب، اور حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین صاحب امجدی کو ان کی دینی و مذہبی اور مسلکِ اعلیٰحضرت کی ترویج و اشاعت میں نمایاں خدمات پر "امام احمد رضا ایوارڈ" پیش کیا جائے گا۔

دعا فرمائیں کہ رب تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم اراکینِ رضا اکیڈمی کو مسلکِ اعلیٰحضرت کا سچا و پکا خادم بنائے۔

اسیرِ مفتیِ اعظم

محمد سعید نوری

بانی و سکریٹری جنرل رضا اکیڈمی۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۸ ہجری